95527- لڑکی کے باپ سے رشتہ طلب کیا اور لڑکی کا والد فوت ہونے پر چچا اتفاق میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے

سوال

میں انتیس برس کا جوان ہوں اڑھائی برس قبل میں نے اپنے ساتھ ملازمت کرنے والی لڑکی سے منگنی کی اور الحمد للہ لڑکی کے والد سے اتفاق کرنے کے بعد منگنی ہو گئی، اس دوران ہمارے درمیان طبعی قسم کی مشکلات تھیں، اور لڑکی کے والد کے ساتھ میرے بہت اچھے تعلقات تھے، کہ جنوری میں لڑکی کا والد فوت ہو گیا، اس وقت سے لڑکی کے چچا ہمارے معاملہ میں دخل دے رہے ہیں، اور انہوں نے اس اتفاق کو کوئی طرح سے تبدیل کرنے کی کوشش کی، اور بالآخر اس کے ایک چچا نے میرے گھر آکر منگنی کی انگوٹھی واپس کر دی.

یہ علم میں رہے کہ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو چاہتے ہیں، اور کئی حکیم قسم کے افراد نے بھی اسے حل کرنے کی کوشش کی ہے، اور دونوں خاندانوں میں سے افراد نے رجوع کی رغبت کا اظہار بھی کیا ہے، لیکن لڑکی کے چچا شادی کے لیے عجیب و غریب شروط رکھ رہے ہیں، جو لڑکی کے متوفی والد کے ساتھ اتفاق سے بالکل مختلف ہیں.

برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس طرح کی حالت میں دینی حکم کیا ہے، کیا لڑکی کے ماموں کے لیے اس کی شادی کرنا جائز ہے، اور اس تنگی کی حالت میں حل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

آپ کے سوال کا جواب دینے سے قبل ایک
مسئلہ پر متنبہ کرنا ضروری ہے کہ : مرد و عورت کے اختلاط والی جگہ پر ملازمت کرنی
دونوں یعنی مرد اور عورت کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایسے فساد کی جڑ ہے جس کے
معاشرے پر غلط اثرات کسی پر مخفی نہیں ہیں، اختلاط کی حرمت کے دلائل ہم سوال نمبر (
1200) کے جواب میں بیان کر چکے ہیں.

جو شخص بھی کسی اختلاط والی جگہ پر
ملازمت کرنے میں مبتلا ہو اگر وہ ملازمت ترک کرنے کی استطاعت نہ رکھے تو اسے
چاہیے کہ وہ عورتوں کو دیکھنے اور ان سے خلوت کرنے اور بغیر کسی ضرورت اور کام کی
بات کے بات چیت نہ کرے.

اس حرام اختلاط کی خرابیوں میں یہ
شامل ہے جو اجنبی مرد اور عورت کے مابین پیدا ہوتا ہے جسے لوگ کام کی ساتھ یعنی
ملازمت کی جگہ ملازمت کرنے والی سہیلی اور دوست کا نام دیتے ہیں، اس میں حرام نظر

بھی پڑتی ہے، اور حرام بات چیت بھی ہوتی ہے، اور پھر خط و کتاب کا سلسلہ بھی ہوتا ہے، جس کے باعث اکثر حرام تعلقات قائم ہوتے ہیں.

دوم:

آپ کے سوال کے جواب کے متعلق عرض ہے
کہ: آپ کے سوال سے یہی لگتا ہے کہ آپ نے ابھی عورت کے ساتھ عقد نکاح نہیں کیا؛ اس لیے ابھی آپ اس کے لیے ایک اجنبی مرد کی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا آپ کے لیے اس کے ساتھ خلوت کرنا اور کثرت سے بات چیت کرنا جائز نہیں، جب تک آپ کا عقد نکاح نہیں ہو جاتا.

اور پھر عورت کا عقد نکاح اس وقت تک
صحیح نہیں جب تک اس کا ولی وہاں حاضر نہ ہو، اور اس لیے کہ لڑکی کا والد فوت ہو چکا ہے، یہ ولایت منتقل ہو کر لڑکی کے داد کو مل چکی ہے، اور اگر دادا نہیں ہے تو لڑکی کے بھائی اس کے ولی ہونگے، اور اگر لڑکی کے بھائی بھی نہیں تو پھر یہ ولایت منتقل ہو کر لڑکی کے چچا کو مل جائیگی.

اور ولی کو حق حاصل نہیں کہ وہ بغیر
کسی شرعی اور مقبول عذر کے لڑکی کو شادی کرنے سے منع کرے، اور اگر وہ اسے شادی کرنے سے منع کرتے ہیں تو یہ ولایت منتقل ہو کر بعد والے ولی کو مل جائیگی، اور پھر شرعی قاضی کی طرف منتقل ہو جائیگی، یا پھر اس کے قائم مقام کو، اس پر متنبہ رہیں کہ لڑکی کے ماموں اس کے ولی نہیں بن سکتے.

اولیاء کی ترتیب دیکھنے کے لیے آپ
سوال نمبر (2127) کے جواب کا
مطالعہ کریں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
کہتے ہیں:

"جب کوئی عورت کسی مرد سے شادی کرنے
پر راضی ہو اور وہ اس کا کفو بھی ہو تو اس کے ولی مثلا بھائی پھر چچا پر واجب ہے کہ وہ اس کی شادی کر دے، اور اگر وہ اسے روکتا اور شادی سے منع کرتا ہے تو دور کا ولی

اس کی شادی کریگا، یا پھر اس کی اجازت کے بغیر حاکم شادی کریگا، اس میں علماء کا
اتفاق ہے.

لہذا ولی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ
عورت کو کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرے جس پر وہ راضی نہیں، اور جس
سے وہ نکاح کرنا پسند کرتی ہے اس سے شادی کرنے سے ولی اسے مت روکے جبکہ وہ کفؤ ہو
اس پر آئمہ کا اتفاق ہے.

بلکہ اسے تو اہل جاہلیت روکتے اور
منع کرتے تھے، اور وہ ظالم قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں جو اپنی عورتوں کی شادی ایسے
افراد سے کرتے ہیں جنہیں وہ اپنی غرض کے لیے اختیار کرتے ہیں، اور اس میں عورت کوئی
مصلحت نہیں ہوتی، اور وہ اسے ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہیں.

یا پھر وہ اسے ذلیل کرتے ہیں حتی کہ
وہ اس سے شادی کرلے، اور عداوت کی بنا پر وہ کفؤ اور مناسب رشتہ سے شادی کرنے پر
منع کرتے ہیں، یا کسی اور غرض کی بنا پر اس کی شادی نہیں کرتے، یہ سب جاہلیت کے عمل
اور ظلم و دشمنی اور عدوان ہے.

اور اسے اللہ عزوجل اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے، اور مسلمان اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں،
اللہ عزوجل نے عورتوں کے اولیاء پر واجب کیا ہے کہ وہ عورت کی مصلحت کو مد نظر رکھیں،
نہ کہ اپنی خواہش کو، جس طرح سارے اولیاء اور وکیل جو کسی دوسرے کے لیے تصرف کرتے
ہیں.

کیونکہ اس میں تو اس کی مصلحت کو
مد نظر رکھا جاتا ہے جس کے لیے وہ کام کیا جا رہا ہے نہ کہ اپنی خواہش کو، کیونکہ یہ
تو ایک امانت ہے جسے اللہ نے اس کے اہل لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا
ہے:

یقینا اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے
کہ تم امانتیں ان کے اہل افراد کے سپرد کر دو، اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو
عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو.

یہ واجب نصیحت میں شامل ہوتی ہے، اور
پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"دین توخیر خواہی کا نام ہے، دین
خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے.

صحابہ کرام نے عرض کیا : اے اللہ
تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس کے لیے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا :

"اللہ کے لیے، اوراس کی کتاب کے
لیے، اوراس کے رسول کے لیے، اور مسلمان اماموں کے لیے، اورعام مسلمانوں کے لیے"

دیکھیں : مجموع الفتاوی (52/32–
53).

اور ہم آپ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ
آپ لڑکی کے گھر والوں کی موافقت کے بغیر یہ شادی نہ کریں، انہیں راضی کرنا اوران
کی محبت و مودت حاصل کرنا ضروری ہے، تاکہ قطع رحمی کا باعث نہ بنے، کیونکہ ہوسکتا
ہے اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ان سے تعلق ہی نہ بنایا جائے.

واللہ اعلم.